Al-Behishat Research Archive
ISSN Online: 3006-5224
ISSN Print: 3006-5216
Publisher: Al-Behishat Education & Research Institute
Journal Frequency: BI-Annual

Feminist consciousness in Parveen Shakir's poems

پروین شاکر کی نظم میں نسائی شعور

Dr. Parveen Kallu
Associate Professor Urdu Department , Government College University Faisalabad at-drparveenkallu@gcuf.edu.pk
Dr. Asma Rani
Associate Professor Urdu Department , Government Sadiq College Wome University Bahawalpur
Dr. Nazia Sahar
Assistant Professor Department of Urdu Islamia College Peshawar

Abstrcat

Parveen Shakir led the way by becoming a representative of the new generation of women. She achieved a distinction in feminist poetry by giving a poetic form to the diversity of topics, the uniqueness of style and experiences, and feminine emotions in her own unique tone and tone. Parveen Shakir has the distinction of being proud of being a woman, but also expressing the feelings associated with women in a bold way Parveen Shakir's first collection, "Khushboo", reflects the feelings of teenage girls, but in all her subsequent collections, feminine thought and psychological experiences matured. The problems faced by women became the subjects of her poems. She made the education of the middle class and the exploitation of domestic women under the patriarchal system the subject of her poetry."Those poems of Parveen Shakir that contain feminist emotions and feelings include "Geelay Baal Se Chhana","Sorren","Working Woman", "Bebanahi", "Sajda", "Salgirah", "Waterlo" and "Lady of the House" etc. can be cited as examples. Apart from these poems, there are many poems in which there is a feminine consciousness and tone.

Key Words: Parveen Shakir, Feminist consciousness, Poem, "Khushboo", Feminist emotions, "Geelay Baal Se Chhana", "Sorren", "Working Woman", "Bebanahi", "Sajda", "Salgirah", "Waterlo", "Lady of the House".

پروین شاکر نے نسائی جذبوں احساسات اور ادراکات کو نہ صرف لفظ عطا کیے ہیں بلکہ ایسا شعری پیکر دیا ہے جس نے نسائیت کو نہ صرف زبان عطا کر دی ہے بلکہ تصویری پیکر بھی دے دیئے ہیں۔ عورت ہونا ایک بات ہے اور عورت ہونے کے احساس کو محسوس کرنا اور پھر شعوری سطح پر محسوس کرتے ہوئے ان احساسات کو نظم میں پرو دینا یہ ایک بالکل دوسری بات ہے۔ ڈاکٹر سعادت سعید لکھتے ہیں:

"پروین شاکر کی نظم نسائی جذبات کے اظہار میں غزل پر
فوقیت رکھتی ہے۔"(۱)

پروین شاکر کا نسائی شعور اس کی ذات کا وہ احساس ہے۔ جو خالق کائنات نے عورت ہونے کے ناطے اس کو ودیعت کیا اور پروین نے اس عورت کی آگہی کو نظم میں ڈھال دیا جو نسائیت کے گہرے راز تھے۔ "خوشبو" کے پیش لفظ میں پردین لکھتی ہیں:

"گریز پا لمحوں کی ٹوٹتی ہوئی دہلیز پر ہوا کے بازو تھامے ایک لڑکی کھڑی ہے اور سوچ رہی ہے کہ اس سے آپ سے کیا کہے برس بیتے، گئی رات کے کسی ٹھہرے ہوئے سناٹے میں اس نے اپنے رب سے دعا کی تھی کہ اس پر اس کے اندر کی لڑکی کو منکشف کر دے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ سن کر اس کا خدا اس کی سادگی پر ایک بار تو ضرور مسکرایا ہو گا۔"(۲)

اس کے رب نے اس کی دعا سن لی۔ اور ذات کے راز اس پر منکشف ہو گئے اور وہ راز جب جذبات اور احساسات کی صورت لفظوں کے جائے لے کر نظموں میں ڈھلے تو پتہ چلا کہ نسائی شعور کی یہ آواز قدرت سے مانگا ہوا وہ کشف ذات کا راز ہے جو اس کی نظم میں موجود ہے۔ پروین نے عورت ذات کی کیفیات، احساسات اور جذبات کی تمام تر صورتوں کو لفظ دیے اور لفظ بھی رومانویت کے گہرے سمندر

سے چن کر۔ یہی پروین کا وہ اعزاز ہے جو نسائیت کے بیان پر دال کرتا اور اکثر دوسری شاعر خواتین کا دامن اس سے خالی نظر آتا ہے۔ پروین احساس محبت اور ہمدردی کے دامن سے جو موتی اٹھاتی ہے وہ رومانویت کا لب ولہجہ لیے نظم میں بولنے لگتا ہے پروین محبت اور رومانوی لہجے کی شاعرہ ہے اس کی نظم میں نسائیت رومان میں گندھی ہوئی ہے کہتی ہیں:

اداسیوں کی جانگداز ساعت میں
میں اس کی شاخ پر پر سر رکھ کے جب بھی روئی ہوں
تو میری پلکوں نے محسوس کر لیا فورا
بہت ہی نرم سی اک پنکھڑی کا شیریں لمس!
نمی تھی آنکھ میں لیکن میں مسکرائی ہوں(۳)

"پروین شاکر نے اپنے نظموں میں محبت کے گراز اور نرم احساس کو سمودیا ہے۔ محبت کی وادی کا ہر رنگ ان کی نظم کا حصہ ہے۔"(۴)

پروین اس سماج کی بدلتی ہوئی صورت حال سے پوری طرح آشنا ہے جس میں محبت اور رومان کے لفظ دار تک لے جاسکتے ہیں مگر اس کا نسائی شعور کسی بھی قیمت کو ادا کر کے اپنے ہونے کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ ساتھ اس احساس کو بیان کرتی ہے کہ:-

سوتے میں بھی
چہرے کو آنچل سے چھپائے رہتی ہوں
ڈر لگتا ہے
پلکوں کی ہلکی سی لرزش
ہونٹوں کی مدہوم سی جنبش
گالوں پر روزہ کے اترنے والی دھنگ
لہو میں چاند رچاتی اس ننھی سی خوشی کا نام نہ لے لے
نیند میں آئی ہوئی مسکان
کسی سے دل کی بات نہ کہہ دے۔(۵)

پروین کی نظم میں اگر احساسات کو جو ایک عورت اپنی زندگی کے ان لمحوں میں محسوس کرتی ہے جسے وہ شعور محبت کا نام دیتی ہے دیکھنا چاہیں تو جا بجا بکھرے ہوئے ملیں گے۔ احساس کو لفظ دینا۔ رومانویت کے جذبے کو نظم میں پرونا اس کا ہی خاصا نظر آتا ہے۔ ذرا مثال دیکھیے:

جانے کب تک تری تصویر نگاہوں میں رہی
ہو گئی رات تیرے عکس کو تکتے تکتے!
میں نے پھر تیرے تصور کے کسی لمحے میں
تیری تصویر پر لب رکھ دیئے آہستہ سے(۶)

پروین نے چار مصرعوں میں احساسات کو لفظوں میں پرو دیا ہے اور اپنے نسائی جذبات کی مصوری کرتے ہوئے احساس کا بھرپور تخلیقی اظہار کر دیا ہے۔ایک عورت جس احساس کو سینے کی متلاطم لہروں سے بھی چھپا رکھتی ہے اس کے ہاں لفظی پیکر تراشی کا نمونہ بن جاتے ہیں۔

پروین نے ہاں محبت لفظ پاتی ہے اور جذبہ تصویر بن جاتا ہے اور اس کے پس منظر میں وہ نسائی شعور ہے جو رومانوی طرز احساس پر تمثال کاری کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ وہ زندہ جذبوں میں سے ایک جذبہ محبت کی شعری زیبائش میں تصویر کرتی ہے۔ اور اس کی نظم میں سچے دلی جذبے آہستہ سے داخل ہو جاتے ہیں کہ باقی جسم کو ان کی خبر تک نہیں ہوتی مثلا:

ہونٹ بے بات ہنسے
زلف بے وجہ کھلی
خواب دکھلا کے مجھے
نیند کس سمت چلی
خوشبو لہرائی مرے کان میں سرگوشی کی
اپنی شرمیلی ہنسی میں نے سنی
اور پھر جان گئی
میری آنکھوں میں ترے نام کا تارہ چمکا(۷)

پروین خوبصورت نسوانی احساسات کی ترجمان ہے،اور وہ عورت کی واردات قلبی کو لفظوں کا جامہ احساس کی سطح پر پہناتی ہوئی رومانویت کے بھرپور لب ولہجے کے ساتھ مملو کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ اس احساس میں کومل سر نظر آتے ہیں۔اس کے جذبے شدت احساس کے پرتو ہیں اور اس کی محبت خوشبو کے پروں پر سفر کرتی ہے وہ محبت کے سچے اور سادہ جذبے کو اسی طرح پیش کرتی ہے جیسے وہ محسوس کرتی ہے:۔

کانچ کی سرخ چوڑی
مرے ہاتھ میں
آج ایسے کھنکنے لگی
جیسے کل رات، شبنم سے لکھی ہوئی
ترے ہاتھ کی شوخیوں کو
ہواؤں نے سر دے دیا ہو!(۸)

پروین نے نسوانی احساسات کی ترجمانی ہی نہیں کی بلکہ اس نے ان احساسات کا زرخیز متخیلہ، مثال گری کی صورت رومانویت میں گوندھ کر حیاتیاتی جنسی تلذذ کو خوبصورت لفظوں میں پیش کیا ہے جو شاعری کی دنیا میں ہمیں کم کم نظر آتا ہے۔

میں کچی نیند میں ہوں

اور اپنے نیم خوابیدہ تنفس میں اترتی
چاندنی کی چاپ سنتی ہوں
گماں ہے
آج بھی شاید
مرے ماتھے پہ ترے لب، ستارے ثبت کرتے ہیں! (۹)

پروین شاکر نسائی جذبوں اور احساسات کو جب بھی پیش کرتی ہے اس کے ساتھ گہری رومانویت موجود ہوتی ہے ایک بڑی فنکار کا تخیل تحمیل احساس کے لیے مظاہر فطرت کی حسن پرستی کا بھی نماز ہے یہی وجہ ہے جب وہ علامتی سطح پر بھی نسائیت کا اظہار کرتی ہے تو پوری فطرت اس کے خیال کا تکملہ بن جاتی ہے:

ابر بہار نے
پھول کا چہرہ اپنے بنفشی ہاتھ میں لے کر
ایسے چوما
پھول کے سارے دکھ
خوشبو بن کر بہہ نکلے (۱۰)

بہار، محبت کی علامت، بنفشی ہاتھ علامت محبت، پھول علامت گہرے نسائی احساس کی یعنی چہرے سے مملو ہے۔ چہرہ محبت کے پھولوں کے ہاتھوں چوما گیا تو محبت نے ایسے دکھ دیئے کہ پھولوں کو خوشبو کی صورت بانٹنے پڑ گئے۔ عورت محبت کے دکھوں کو اگر بانٹے گی بھی تو خوشبو کی صورت یہی وہ احساس ہے جو پروین کے ہاں لفظوں میں ڈھل گیا ہے۔ جسے نسائی شعور ہی محسوس کر سکتا ہے۔

ان کی نظم ان کی ذات کے حوالے سے شروع ہوتی ہوئی بیرونی ماحول کی عکاسی کرتی ہے۔ وہ براہ راست خارجی دنیا کے مسائل سے فکراتی نہیں بلکہ انفرادی کرب سے ہی اجتماعی کرب کی نشاندہی کرتی ہیں۔"(۱۱)

عورت کے جذبات میں جہاں بھی سرشاری و بیخودی در آتی ہے۔ اور رومانویت کا رنگ اغلب ہے وہاں احساس کو زبان عطا کرنے والی واحد شاعرہ پروین شاکر نظر آئے گی جس نے بھرپور سچائی کے ساتھ اس سرشاری و بیخودی کو زبان عطا کر دی نسائی جذبوں کا ادراک رکھنا اور بات ہے نارسا جذبوں کو زبان عطا کر دینا بڑا مشکل مرحلہ ہے مگر شاعرہ بڑی خوبصورتی سے اس مرحلے سے گذرتی ہے:

سبز مدھم روشنی میں سرخ آنچل کی دھنک
سرد کمرے میں مچلتی گرم سانسوں کی مہک
بازوؤں کے سخت حلقے میں کوئی نازک بدن
سلوٹیں ملبوس پر، آنچل بھی کچھ ڈھلکا ہوا
گرمئ رخسار سے دہکی ہوئی ٹھنڈی ہوا
نرم زلفوں سے ملائم انگلیوں کی چھیڑ چھاڑ

سرخ ہونٹوں پر شرارت کے کسی لمحے کا عکس
ریشمیں باہوں میں چوڑی کی کبھی مدھم کھنک
شرمگیں لہجوں میں دھیرے سے کبھی چاہت کی بات (۱۲)

پروین شاکر نسائیت کے اظہار میں شعری واردات کو رومانوی پیکر عطا کرتی ہے۔اور اس کی نظم میں احساس بولنے لگتا ہے۔

"ان کی ہر نظم خوبصورت ہے وہ دل کو اپنی مٹھی میں قید کر لیتی ہے۔"(۱۳)

شکن چپ ہے
بدن خاموش ہے
گالوں پہ ویسی ہی تمتاہٹ بھی نہیں، لیکن،
میں گھر سے کیسے نکلوں گی
ہوا، چنچل سہیلی کی طرح باہر کھڑی ہے
دیکھتے ہی مسکرائے گی!
مجھے چھو کر ہر بات پالے گی
تجھے مجھ سے چرالے گی (۱۴)

پروین کے ہاں نسائی شعور کی آواز محبت کا کولاج ترتیب دیتی ہے وہ رومانویت کے لب ولہجے میں اظہار کی توانائی اور تازگی سے لبریز جمالیاتی احساسات پیش کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ پروین کے ہاں آگہی احساس کی سطح پر اپنا ایک الگ مقام رکھتی ہے۔آغا مسعود حسین لکھتے ہیں:

"پروین شاکر جذبے کی شدت اور شائستگی کی شاعرہ ہے۔"(۱۵)

اس نے میرے ہاتھ میں باندھا
اجلا کنگن بیلے کا
پہلے پیار سے تھامی کلائی
بعد اس کے ہولے ہولے پہنایا
گہنا پھولوں کا
پھر جھک کر ہاتھ کو چوم لیا
پھول کا گہنا
پریم کا کنگن
پیار کا بندھن
اب تک میری یاد کے ہاتھ سے لپٹا ہوا ہے (۱۶)

پروین شاکر محبت کی شاعرہ مگر یہ محبت احساس کی انگلی تھامے ابتدا سے لے کر انتہاء تک اپنی ذات کے دائرے کو بھولنے نہیں پاتی۔ یہی وجہ ہے کہ نسائیت کی خوشبو اس کے لفظ لفظ سے پھوٹتی ہے اور اس شعور کے باعث وہ جذبوں کو لفظ دینے میں کامیاب رہی ہے وہ اپنی نظم میں جہاں بھی نسائی جذبات کا اظہار کرنا چاہتی ہے وہاں تخیل کی کارفرمائی۔ تمثیل کی صورت اس کی نظم کا حصہ بن جاتی ہے:

میں تجھے سوچتی ہوں
مری انگلیاں
سبز پتوں کو چھوتی ہوئی
تیرے ہمراہ گذرے ہوئے موسموں کی مہک چن رہی میں
وہ دلکش میک
جو میرے ہونٹوں پہ آ کے گلابی جنسی بن گئی ہے (۱۷)

پروین کے ہاں اعظم میں جمالیاتی احساس کو گہری رومانویت کی صورت عطا ہوئی ہے یہی وجہ ہے کہ ان کی نظم میں نسائی احساسات کی زبان بھی رومانوی صورت میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ انہوں نے اپنے حسن جمال کو تمثیل کی صورت بیان کیا ہے تا کہ جذبے اور احساس کو لفظ کے ساتھ پورا آہنگ عطا ہو سکے اور کہانی کی صورت دل کی بات مکمل کی جا سکے۔

پروین بڑی آسانی کے ساتھ دل کی بات کہہ دیتی ہے بلکہ سچ تو یوں ہے کہ آنکھوں کی شرارت ہو یا دل کی حکایت، پلکوں کی نمی ہو یا کاجل کی لکیر سب احساس کی سطح پر پروین کے لفظوں میں سما جاتے ہیں اور ایک عورت کی ذات کے کئی رنگ بیک وقت اکھٹے نظر آنے لگتے ہیں:۔

جب آنکھوں میں شام اترے
پلکوں پر شفق پھوٹے
کاجل کی طرح میری
آنکھوں کی دھنک جھولے
اس وقت کوئی اس کو
آنکھوں سے میری دیکھے
پلکوں سے مری چوسے (۱۸)

پروین کے ہاں محبت کے بطن سے پھوٹنے والی رومانویت کے لب و لہجے میں جو صلح جوئی کی کیفیت ہے وہ خاص نسائی اظہار میں وارد ہوتی ہے۔ وہ واردات قلبی و ذہنی کو اپنے متخیلہ کے ذریعے محبت کو لفظ پہنچاتے ہوئے مصلحت کوشی کے احساس کو بھی عورت کی نظر سے دیکھتی ہے۔ وہ اپنے نسائی شعور سے پوری طرح مطمئن نظر آتی ہے یہی وجہ ہے کہ اُردو شاعرات کے ہاں یہ تہذیب احساس کی سطح پر پیش نہیں کی جا سکی۔

اتنے اچھے موسم میں

روٹھنا نہیں اچھا
ہار جیت کی باتیں
کل پہ ہم اٹھا رکھیں
آج دوستی کر لیں(۱۹)

پروین شاکر اپنے تخلیقی تجربے سے لذت وصل و ہجر کی رومانوی کیفیت کو اپنے عورت پنے کے ساتھ ایسے نظم کا حصہ بنا دیتی ہے کہ ایک عورت احساس کی سطح پر رومانوی تجربے کو بس اس طرح سوچ سکتی ہے۔ یہ پروین کا
اعجاز ہے کہ اس نے ان کیفیات کو زبان عطا کر دی ہے۔ بقول منور حسین:

"کہ وہ تو زندگی کی شاعرہ ہے۔"(۲۰)

وہ نہیں ہے تو بلندی کا سفر کتنا کٹھن
سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اس نے یہ سوچا ہو گا
راہداری میں، ہرے لان میں پھولوں کے قریب
اس نے ہر سمت مجھے ان کے ڈھونڈا ہو گا
نام بھولے سے جو میرا کہیں آیا ہو گا
غیر محسوس طریقے سے وہ چونکا ہو گا(۲۱)

پروین کے ہاں شکوہ شکایت کے روائتی انداز نہیں ملتے ہیں، وہ ایک عورت ہے مگر بے وفائی و کج ادائی کی شکایت کی جو روایت دوسری شاعرات کے ہاں ملتی ہے اس سے یکسر علیحدہ ایک مکمل روایت کی خالق ہے۔ پروین شاکر جس نے نسائی احساسات کے بیان میں لفظوں کی تطہیر اور بیان کی پاکیزگی کے ساتھ ساتی درجہ بندی کے باعث پیدا ہونے والی حسیت کو بھی وفور احساس کی چاشنی کے ساتھ پیش کیا ہے۔ لاشعور پر زد لگانے والے گھاؤ بھی پروین کے ہاں خلش بن جاتے ہیں اور وہ خلش عورت کے احساس کو گھائل تو ضرور کرتی ہے مگر نوحہ خوانی کرتے ہوئے نظر نہیں آتی ہے۔ وہ اپنی وضع دارانہ سوچ کے تحت سماج کی تفریق کا احساس بھی عورت ہونے کی صورت پیش کرتی ہے مثلاً:

مگر نہ تم نے ہمیشہ کی طرح یہ پوچھا
کہ وقت کیسا گذرتا ہے تیرا !! جان حیات
پہاڑ دن کی اذیت میں کتنی شدت ہے
اجاڑ رات کی تنہائی کیا قیامت ہے
شبوں کی سست روی کا تجھے بھی شکوہ ہے
غم فراق کے قصے، نشاط وصل کا ذکر
روایتاً ہی سہی، کوئی بات تو کرتے(۲۲)

پروین نے نسائیت کے بیان میں دل سے بات نکالی ہے اور دل تک ہی لے گئی ہے وگرنہ جذبوں اور احساسات کو زبان نہ مل سکتی وہ لمحے جو رومانویت کی دنیا میں محبت کے وصل سے حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ان کے اظہار میں پروین کا اظہار انوکھا ہے کیونکہ وہ عورت کی ذات کو محض پیش کرتے وقت ہی اٹھان جذبے سے حاصل کرتی ہے:

تمہاری ساتھی کی خوبصورت نہیں پر کوئی لیکن بنے گی
تو تم بڑے پیار سے ہنسو گے
کہو گے اس سے
ارے وہ لڑکی
وہ میرے جذبات کی حماقت
وہ اس قدر ہے، قوف لڑکی
میرے لیے کب کی مر چکی ہے(۲۳)

پروین کے ہاں مستخیلہ کی تمام تر قوتیں محبت کے راستے سے ہو کر رومان پرور فضا سے ہو کر گذرتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ محبت اور دعا کا تصور اس کے ہاں خالصتاً نسائی رنگ میں نظر آتا ہے ابتداء اور اور پھر اس کا نتیجہ دو لازمی خاصے ہیں انجام اگرچہ جدائی ہو مگر نظم کے آہنگ میں عورت ہونے کی واضح دلیل پائی جاتی ہے۔ایم سلطانہ بخش لکھتی ہیں:

"پروین شاکر کی شاعری میں عورت کہیں نہ کہیں موجود ہوتی ہے۔(۲۴)

دعا تو جانے کونسی تھی
ذہن میں نہیں
بس اتنا یاد ہے
کہ دو ہتھیلیاں ملی ہوئی تھیں
جن میں ایک میری تھی
اور ایک تمھاری!(۲۵)

شاعرہ محبت کی زبان لکھتی ہے اور اس کے لہجے میں رومان کی خوشبو رچی بسی ہے اور "خوشبو" بذات خود محبت ہی ہے۔مگر پروین کا اختصاص یہ ہے اس نے اس خوشبو کو نسائیت کا پیرہن پہنا دیا ہے اور پیران پر گل ہونے عورت کی سوچ، فکر اور حسیت کے سجا دیئے گئے ہیں۔

"پروین شاکر کا کمال یہ ہے کہ وہ لفظوں کو تصویروں کی طرح استعمال کرتی ہے ان کا قلم مصور کی طرح جذبات کی مصوری کرتا ہے۔(۲۶)"

پروین محبت کی رمز شناس ہے۔ عورت محبت کے رازوں سے واقف ہوتی ہے مگر اس واقلیت میں تفہیم ذات کے علاوہ کائناتی سطح پر عورت کے احساس کو محسوس کرنا بہت مشکل ہے شاعرہ محبت کے ہر ہر لمحے کو محسوس کرتی ہے۔ محبت کے گریز پالے بھی نسائیت کے لیے نظم میں موجود ہیں :۔

جب ہوا
دھیمے لہجوں میں کچھ گنگناتی ہوئی
خواب آسا، سماعت کو چھو جائے، تو
کیا تمھیں گذری ہوئی بات یاد آئے گی ؟(۲۷)

"چاندرات" نظم میں پروین نے نسائیت کے رومانوی پہلو میں یادوں کی بازیافت کا جادو دکھایا ہے۔ پروین احساس کی سطح پر پیش ہونے والے جذبوں کو مکمل گرفت کے ساتھ بیان کرتی ہے کہ ماضی، حال، اور استقبال تینوں منظم نظر آتے ہیں۔ یاد کی باز آفرینی ایک ذہنی تجربہ ہے اور مثاق فنکار ہمیشہ تخیل اور تعقل کے ساتھ غیر محسوس طریقے سے اپنی احساساتی شعری واردات کو پیش کر دیتا ہے۔

”ادب زندگی کا عکاس اور آئینہ دار ہے۔ زندگی میں آنے والی تبدیلیاں ادب میں بھی منعکس ہوتی ہیں۔ زندگی جتنے موڑ کا لتی ہے۔ ادب بھی اسی انداز اور مزاج سے اپنا رنگ اور آہنگ بدلتا رہتا ہے۔“(۲۸)

گئے برس کی عید کا دن کیا اچھا تھا
چاند کو دیکھ کر اس کا چہرہ دیکھا تھا
فضا میں کیٹس کے لہجے کی نرماہٹ تھی
موسم اپنے رنگ میں فیض کا مصرع تھا(۲۹)

پروین کی نسائیت محبت اور وصل کے لیے رجائی انداز کا انتخاب کرتی ہے وہ اپنے رومانوی انداز سے ایسی فضا ترتیب دیتی ہے کہ قاری احساس سے جذبات سے اپنے آپ کو بھیگتا ہوا محسوس کرتا ہے اور تخیل کی باز آفرینی کے ذریعے خود منظر کا حصہ بن جاتا ہے :۔

کہ پھر
کہ اس کی آواز کا لمس پاکے
ہواوں کے ہاتھوں میں ان دیکھے کنگن کھنکنے لگے ہوں !
وہی نرم لہجہ !
مجھے چھیڑنے پر جب آئے تو ایسا لگے
جیسے ساون کی چنچل ہوا
سبز باتوں کی جھانجھن پہن
سرخ پھولوں کی پائل بجاتی ہوئی
مرے رخسار کو

گاہے گاہے شرارت سے چھونے لگے(۳۰)

پروین کے ہاں محبت اور زندگی لازم وملزوم ہیں۔ ہجر کی کیفیت ہو یا کیف و سرور کی نفسی صورت دونوں میں اس نے عورت کے احساس کو جاگزیں کیا ہے۔ وہ وقت کی گذران میں محبت کے لئے کے ساتھ جدائی کی لہر صاف سن لیتی ہے کیونکہ وہ اسی معاشرے کی ایک عورت ہے۔ جس معاشرے میں محبتوں کو مصلوب کرنا ایک عام سی بات ہے مگر امید در جاء کا دامن تخیل کی بلندیوں تک پرواز کرتا نظر آتا ہے۔

”زندگی سے عام طور پر سماجی زندگی مراد لی جاتی ہے۔ ظاہر ہے سماجی زندگی مختلف انفرادی زندگیوں سے مرکب ہے۔ مگر وہ صرف انفرادی زندگیوں کا مجموعہ پیش ہے۔ انفرادی زندگی دراصل سماجی زندگی کا ایک مظہر ہے۔۔ چنانچہ ادب کا بنیادی موضوع انفرادی زندگیوں سے صرف اسی حد تک تعلق رکھتا ہے۔ جہاں تک وہ سماجی شعور کی آئینہ دار ہیں اور اسی تنوع کو پیش کرتی ہیں۔“(۳۱)

مثلاً

آج کی شب تو کسی طور گذر جائے گی!

رات گہری ہے مگر چاند چمکتا ہے ابھی

مرے ماتھے پہ ترا پیار دمکتا ہے ابھی

میری سانسوں میں ترا لمس مہکتا ہے ابھی

میرے سینے میں ترا نام دھڑکتا ہے ابھی

زیست کرنے کو ابھی مرے پاس بہت کچھ ہے ابھی(۳۲)

شاعرہ بچے اور حقیقی نسائی جذبوں کی خلاق ہے۔ شاعرہ اظہار کے حسن کو نظم میں پرونے کا فن جانتی ہے وہ جذبے کے اظہار میں سچائی کا دامن تھامے رکھتی ہے یہی وجہ ہے کہ اس کے ہاں حقیقی شعری احساس محبوب کے اعضائے محبت کا نغمہ بن جاتے ہیں۔ وہ اپنے نسائی جذبوں کے ذریعے دل کو خون کر دینے والی بے وفائی کو بھی شیرینی میں گوندھ کر طلسم خیال پیدا کر لیتی ہے۔ شاعرہ محبوب کی بے وفائی سے بھی عناد نہیں رکھتی ہے وہ اپنے تخلیقی شعور سے سرشاری و سرمستی کی کیفیت کو مرنے نہیں دیتی۔ ذرا دیکھیے:

کبھی یہ بھی ہوا

کسی لمحے تم سے روٹھ کے وہ آنکھیں رودیں

اور تم نے اپنے ہاتھ سے ان کے آنسو خشک کیے

پھر جھک کر ان کو چوم لیا

کیا ان کو بھی؟(۳۳)

نسائیت کی تفہیم کے لیے پروین شاکر نے جو رومانوی لب ولہجہ چنا ہے۔ وہ نہایت زیرک اور اک کا پتہ دیتا ہے۔ وہ عام عورت کی طرح بے وفائی پر سیخ پا نہیں ہوتی بلکہ ایک سلجھی ہوئی عورت کی طرح تخیل کی واردات کو لفظوں کا پیکر پہنا دیتی ہے۔ اس کے اسی انداز کی وجہ سے نسائیت کی مہذب اور بھی دلکشی سے بھرپور تصویر نظموں کی زیریں سطح پر اپنا جلوہ دکھاتی ہے۔ ذرا دیکھیے:۔

آج لوگوں نے بتایا کہ انھوں نے دیکھا

اسی لیے اسی انداز کے ساتھ

ترے ہونٹوں پہ کسی اور کے نام!

سوچتی ہوں کہ ترے لہجے کی اس نرمی پر

جانے اس لڑکی نے کیا سوچا ہو(۳۴)

شاعرہ زندگی کی بڑی بڑی حقیقتوں کا پردو بڑے ہی مدبرانہ انداز کے ساتھ چاک کر دیتی ہے کسی کی بے وفائی کا قصہ کس قدر خوبصورتی سے بیان کر دینا اور اپنے دل کا ہونے والا خوف چھپا لینا نسائیت کا سچا اظہار نہیں تو اور کیا ہے؟

میرے شانوں پر سر رکھ کے

آج

کسی کی یاد میں وہ جی بھر کے رویا(۳۵)

عورت کے جذبات کو سب سے زیادہ مجروح بے وفائی سے پیدا ہونے والی تنہائی کرتی ہے مگر شاعرہ نے اس جذبے کو جس قدرت بیاں کے ساتھ نوک قلم سے گذارا ہے وہ نسائیت کی سچی تطہیر ہے۔تنہائی چاند کی ہو یا چاندنی کی

جب عورت اس کے پرت کھولے گی تو دونوں ہی لہو لہو رلائیں گے ذرا دیکھیے:۔

ایک سے مسافر ہیں

ایک سا مقدر ہے

میں زمین پر تنہا

اور وہ آسمانوں میں(۳۶)

پروین اپنے چند مصرعوں میں عورت کی محبت اور تنہائی کے درمیان کیفیت کو داستانی انداز میں سنانے پر قادر ہے۔اس نے اپنے عورت ہونے کے احساس کو محسوس ہی نہیں کیا بلکہ بیان بھی بعینہ کر دیا یہی وجہ ہے محبت کی پوری کہانی احساس کی زبانی لفظی پیکروں میں ڈھل جاتی ہے:۔

سکھیاں میری

کھلے سمندر بیچ کھڑی ہنستی ہیں

اور میں سب سے دور،الگ ساحل پر بیٹھی

آتی جاتی لہروں کو گنتی ہوں

یا پھر

گیلی ریت پہ تیرا نام لکھے جاتی ہوں(۳۷)

”مجموعی طور پر اس کی نظمیں اپنے علامتی کردار سے طمانیت بخش احساس سے آشنا کرتی ہیں اور تخلیقی خود آگہی کی بلندیوں کو چھو رہی ہیں۔ (۳۸)“

پروین محبت کے جذبات کو بیان کرنے میں جس قدر قادر ہے اسی قدر لطیف جذبات کو شعری پیکروں میں ڈھالنے پر بھی۔ مگر جب احساس اور جذبہ دونوں رومانویت سے بھیگ کر تخیل کی کارفرمائی سے نسائیت کو ظاہر کریں تو ایسے میں اس کا فن اپنے عروج پر نظر آتا ہے۔ وہ دائرہ۔۔۔ دائرہ احساس کی لے پر سفر کرتی ہے۔ احساس کی دولت عشق کی رہین احسان ہے۔ محبت موجود ہو تو پھر موسم کی تمازت بھی سکھ بن جاتی ہے نیلم کے گہرے پانیوں کا سفر ایک علامت ہے پھول جسموں کا تیرنا بھی ایک علامت ہے مگر جب شاعرہ اپنے بچے نسائی جذبوں سے نتیجہ نکالتی ہے تو وہی نکلتا ہے جو حقیقت ہے۔ ذرا دیکھیے:۔

اوپر وسط اپریل کا سورج
ایسی تمازت! آنکھیں پگھلی جاتی ہیں
لیکن دل کا پھول کھلا تھا
جسم کے اندر رات کی رانی مہک رہی تھی
روح محبت کی بارش میں بھیگ رہی تھی
گیلی ریت اگرچہ دھوپ کی حدت پا کر
جسموں کو جھلسانے لگی تھی
پھر بھی سارے چہروں پہ لکھا تھا
ریت کے ہر ذرے کی چھن میں
فصل بہار کے پہلے گلابوں کی ٹھنڈک ہے (۳۹)

پروین کے ہاں عورت کے خواب دکھائی بھی دیتے ہیں اور سنائی بھی دیتے ہیں کیونکہ وہ بچے نسوانی جذبوں کی شاعرہ ہے۔ خواب حقیقتوں کے اسرار کھولتے ہیں۔ خوابوں کی بنت میں عورت زندگی گزار دیتی ہے عورت اور گھر ایک خواب اور ایک حقیقت ہے۔ خوابوں کے عذابوں کو شاعرہ نے داخلی نفسی کیفیت کے ساتھ اپنی نظم کا حصہ بنا دیا ہے۔

”شاعرہ کے متخیلہ نے خوابوں کی آنکھوں میں روشنی کی جوت جگا دی ہے۔ خواہ بہتر دنیا کا خواب ہماری زندگی میں کبھی پورا ہو نہ ہو، ادب کے لیے خواب کی گفتگو لازمی ہے اور یہ گفتگو صرف شاعری کر سکتی ہے۔“(۴۰)

دور ساحل پر بیٹھی ہوئی ایک ننھی سی بچی
ہماری ہنسی اور موجوں کے آہنگ سے بے خبر
ریت سے ایک ننھا گھروندا بنانے میں مصروف تھی
اور میں سوچتی تھی
خدایا! یہ ہم لڑکیاں

کچی عمروں سے ہی خواب کیوں دیکھنا چاہتی ہیں
(خواب کی حکمرانی میں کتنا تسلسل رہا ہے) (۴۱)

شاعرہ گذرے ہوئے وقت کو یاد کرتی ہے تو محبت کا ہر لمحہ اس کے سامنے احساس بن کر کھڑا ہو جاتا ہے وہ اس احساس کو لفظوں کے جامے پہناتی ہے تو وہ محض ایک عورت نظر آتی ہے اور زندگی کے گہرے پانی سے رومان انگیز سنہری ریت پاوں سے نکلتی محسوس ہوتی ہے:۔

شور مچاتی موج آب
ساحل سے ٹکرا کے جب واپس لوٹی تو
پاوں کے نیچے جمی ہوئی چمکیلی سنہری ریت
اچانک سرک گئی!
کچھ کچھ گہرے پانی میں کھڑی ہوئی لڑکی نے سوچا
یہ لمحہ کتنا جانا پہچانا لگتا ہے(۴۲)

"وہ فراموش شدہ موجوداتے، جو عورت کے نام سے ہمارے ملک میں زندگی بسر کر رہی ہیں۔ میں ان کے دفاع کے لیے اٹھی اوں اس کے علاوہ مرے پاس موضوعات کے بے شمار وسیع میدان ہیں مگر زندگی کے چکنا چور کر دینے والے ان گنتے دکھوں کے مقابلے میں میرے پاس شاعری کا درپہ ہے۔"(۴۳)

دل کی انسی اور آنکھوں کی اُسی کی اصلی صورت صورت ہی جان سکتی ہے۔ دل درد کی اتھاہ گہرائیوں میں ارہے تو ہنستا ہے۔ آنکھیں اشکوں سے لبریز ہوں تو ہنستی ہیں یہ پردین کا وجودان کہتا ہے۔ عورت کے احساسات بڑے انوکھے ہوتے ہیں اور شاعرہ کا کمال ہی یہ ہے کہ اس نے احساسات کی ترجمانی اپنی فلموں میں جذبے کی صداقت کے ساتھ کی ہے۔

"پروین شاکر کا شعری سفر کتنے، متنوع تجرہوں، سوچوں کی کتنی دید و نادیدہ جہتوں اور حسن اظہار کے کتنے تیوروں سے آراستہ ہے اس کی نظمیں فنی امکانات کے ساتھ ساتھ جدید حسیت کا احساس دلاتی ہیں۔ بیشتر نکلموں میں اس کا نسائی مزاج شامل ہے۔"(۴۴)

وہ پانی میں بیٹھی ہے
لہروں سے بھی کھیل رہی ہے
جانے کون سی بات ہوئی ہے
سب کے ساتھ وہ ہنس دی ہے
اور اسی لمحے
اس کے ہونٹوں کے ہمراہ
اس کی آنکھیں بھی ہنستی ہیں! (۴۵)

عورت اپنی زندگی کے چراغ کو بجھتا ہوا دیکھتی ہے مگر اسے معلوم ہے کہ اس سے ارد گرد روشنی ہو رہی ہے گھر بناتے بناتے، اولاد پالتے پالتے آخر کار اندھیروں کو روشنی بانٹتے ہوئے گرد حیات کا دامن جھاڑ دیا جاتا ہے مگر ایک تسلی اور تشفی پروین کے ہاں موجود ہے کہ کچھ کیا جا چکا ہے۔ شاعرہ علامتی اظہار سے ذات سے کائنات تک کا سفر اپنے نسائیاحساس کے ذریعے طے کر جاتی ہے دیکھیے:۔

چاند چھپ گیا ہے
گھنے بادلوں کے کنارے
روپہلے ہوئے جا رہے ہیں (۴۶)

پروین شاکر ایک ماں تھی مگر ماں ایک عورت ہے عورت ماں نہ بھی ہو تو اس کا احساس اسے کچھ چیزیں ودیعت کرتا ہے یہ مامت ہر عورت کا جوہر ہے ماسوائے جو ظاہر نہ ہو سکیں بچے فطرت کے مظہر ہیں مگر جب معاشرتی سطح پر دولت کی غیر مساویانہ تقسیم کے باعث بچوں کے رنگ کھلتی ہوئی بہار جیسے نہ ہوں تو شاعرہ کے اندر کی عورت پکار اٹھتی ہے اس کا تخیل اسے مجبور کر دیتا ہے کہ احساس کی شدت کو نظم میں پرو دے۔ پروین نے نہایت حساسیت کے ساتھ اپنے خلاقی ذہن کے رویوں کو بیان کیا ہے:۔

زمین پہ جب کسی نئے وجود نے جنم لیا
یقین آ گیا
خدا ابھی بشر سے بدگماں نہیں
مگر نئی کلی کا رنگ دیکھ کر
یہ واہمہ بھی جاگ اٹھا
خدا پیار سے خفا ہے کیا؟
خدا خفا ہو یا نہ ہو
ہوا ضرور بدگمان ہے (۴۷)

پروین کے عشق کا سراغ لگانے کی تمام تر کیفیت کھوئے ہوئے خزانے کی کھوج کی صورت ملتی ہے۔ وہ محبت کی شاعر اور رومان پرور فضا کی خالق ہے۔ اس کی حس جمال پیکر تراشی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے۔ اور اس طرح نسائیت کے گہرے پردوں میں محبت کی کھوج عورت کا انتظار بن جاتا ہے۔ محبت بدن کے ساتھ اپنی نمود چاہتی ہے اور گئے وقتوں کی یاد نسائی احساس کے لیے ایک خواب بن جاتی ہے ذرا آئیے دیکھیے:۔

لڑکیاں
شیشوں کے شفاف دریچوں پر گرائے ہوئے سب پردوں کو
اپنے کمروں میں اکیلی بیٹھی
کیٹس کے " اوڈس " پڑھا کرتی ہیں
کتنا مصروف سکوں چہروں پہ چھایا ہے۔۔۔ مگر

جھانک کے دیکھیں

توآنکھوں کو نظر آئے۔۔۔کہ ہر موئے بدن

گوش بر ساز ہے

ذہن بیتے ہوئے موسم کی مہک ڈھونڈتا ہے

آنکھ کھوئے خوابوں کا پتہ چاہتی ہے(۴۸)

"پروین شاکر ساری زندگی اپنی فلموں میں بچی بولتی رہی ہیں۔ محبت کے نازک جذبے ہوں یا نہر کے قلع لے انھوں نے سب کچھ نچ کے حوالے کر دیا۔ وہ اپنی زندگی کے نشیب و فراز کو بھی صاف گوئی سے بیان کر دیتی ہیں۔"(۴۹)

"دین کی فکر جذبے کی سچائی کی راہین احسان ہے او نسائی شعور کی آواز ہے جو محبت میں رفاقت کا اصل مقام جاتی ہے۔پر دین کا تخیل اور احساس محبت کو جو شعری پیکر دیتے ہیں تو عورت کے دیو مالائی مشق کی کہانی نظم کے این السطور سرایت کر جاتی ہے مثلا نظم "رفاقت" (۵۰)

" پروین شاکر کی لعل میں زیبائی اور رعنائی کا پیکر ہیں۔ان کی مکلموں میں لفظوں کی تراش خراش کا لحاظ نہیں ہے۔لیکن وہ جو معیال لاتی ہیں۔اس کی رعنائی صاف محسوس ہوتی ہے۔اس طرح اس کی نظمیں صاف شیشے کا ظروف ہیں جس سارے رنگ نظر آتے ہیں۔(۵۱)"

جذبوں کی صداقت پروین کے ہاں رومان پر در فضا میں رفاقت میں ادبی ہوئی ملتی ہے عورت اپنے منہ بات کے سامنے اس قدر سرخرو ہے کہ باقی سب کچھ رہ جائے مگر محبوب کی پسند سے جڑی ہوئی خوشبو خرید لی جائے۔ہے جذبہ نسائی دنیا میں روزمرہ کا معمول ہے مگر اس لفظ کی زبان صرف اور صرف پر دین ہی عطا کر پائی ہے۔جدید نظم میں رومان پرور جذبات کی صداقت کا نسائی اظہار شاعرہ کا حصہ ہے:۔

دکھائیں ذرا

اسے ٹیسٹ کر کے دیکھوں

خدایا! خدایا!

یہ خوشبو تو اس کی پسندیدہ خوشبو رہی ہے

(سدا اس کے ملبوس سے پھوٹتی تھی)

ذرا اس کی قیمت بتا دیں!

اس قدر!

اچھا، یوں کیجیے

باقی چیزیں کبھی اور لے جاوں گی

آج تو صرف اس سینٹ کو پیک کر دیجیے! (۵۲)

وقت اک سا نہیں رہتا یہ ایک کچی بات ہے مگر جب اسے ایک عورت سوچتی ہے تو پھر حال ماضی اور مستقبل کی سچائیاں سامنے آجاتی ہیں خواب اور خیال کا رشتہ سمجھ میں آنے لگتا ہے اور شاعرہ کے ہاں ایک سوچ تخلیق پاتی ہے جس کے باعث عورت کی اہمیت کو نہ صرف پہچانتی ہے بلکہ اسے لفظوں کے لباس بھی پہنا دیتی ہے:۔

حیرت کی جمیل وادیوں سے
وحشت کی مہیب جنگلوں میں
آئے گی۔۔۔تو اس کا پھول لہجہ
کیا جب بھی سائنٹس رہے گا؟
وہ خود کو اس اون کر سکے گی(۵۳)

بد گمانی کا زہر اور شک وشبہ اگرچہ بد عادات ہیں۔ مگر نسائی کیفیتوں میں یہ بد گمانی کا زہر جذبوں کی اندھی تقلید سے پیدا ہوتا ہے اور یہ جذبے رومان کی شدت سے نمو حاصل کرتے ہیں۔ پروین شک کی دنیا کا زہر بھی نظم میں اس طرح کھول دیتی ہے کہ وہ شیکسپئیر کے پلے سے نکل کر خالصتاً پردین کا دیا ہوا تریاق بن جاتا ہے جس سے نسائی محبت کی خوشبو پھیلتی ہوئی محسوس ہوتی ہے:۔

اپنے فون پہ اپنا نمبر
بار بار ڈائل کرتی ہوں
سوچ رہی ہوں
کب تک اس کا ٹیلی فون انگیج رہے گا
دل کڑھتا ہے
اتنی اتنی دیر تلک
وہ کس سے باتیں کرتا ہے! (۵۴)

مقدرات کی دشمنی سکھ کے موسموں میں بھی سکھ برتنے نہیں دیتی۔ عورت اس بات سے آشنا ہی نہیں ہوتی بلکہ دکھوں کے موسم اسے سکھ کے دنوں میں بھی رلاتے رہتے ہیں۔ یہ وہ نسائی جذبات میں جن کا تجربہ ہر عورت عید کے روز اپنے بچھڑنے والوں کی یاد میں دہراتی ہے۔ کیونکہ پیاروں کی دید ہی وہ دراصل عید ہوتی ہے۔ شاعرہ اپنے فکری تخیل میں خالصتاً ایک عورت ہے اور سکھ کے موسم کا دکھ بیان کرتے ہوئے اپنے نسائی جذبے بیان کرتی ہے:۔

چاند کے پاس سنانے کو
اب کے کوئی نوید کیا ہو گی
گل نہ ہوگا تو جشن خوشبو کیا
تم نہ ہوگے تو عید کیا ہو گی(۵۵)

ہمارے معاشرے میں اسلامی ایام کی مخصوص تاریخیں اپنے اندر جذبو کیف کے ساتھ عقیدت ومحبت اور دین کے موضوعات کا فکری مطالعہ کیا گیا۔اس کی نظم کا سب سے وقیع موضوع نسائی احساسات پر دال کرتا ہے، وہ عورت ہونے کو نہ صرف بھرپور سطح پر محسوس کرتی ہے۔ بلکہ بعینہ پیش کر دیتی ہے۔اس کے اظہار کی مکمل سچائی فکری سطح پر اور اک کی حقیقت بدرجہ اتم موجود ہے شاعرہ کے ہاں نسائیت کا شعور سے تانیثیت کا گہرا رشتہ اس وقت نظم میں وجود اختیار کرتا ہے جب وہ اپنے معاشرے سے جڑی ہوئی عورت اور عورت سے جڑی ہوئی دنیا کا مشاہدہ کرتی ہے۔تانیثی شعور اس کے ہاں اس قدر آب وتاب کے ساتھ موجود ہے کہ پوری دنیا کی عورت کا ہر سطح کا استحصال اس کے اظہار کی سچائی کے ساتھ نظم ہوا ہے۔

وہ کسی تحریک نعرہ یا ہیجان کا حصہ نہیں بنتی۔ بلکہ رویئے ترتیب رتی نظر آتی ہے۔پروین ایک پکی فنکارہ ہے وطن کی محبت جزو ایمان ہے۔ وہ اپنی دھرتی کے لئے عورت بن کر سوچتی دکھائی دیتی ہے جس سے ماں اور مٹی کا گہرا تعلق کشید کیا جا سکتا ہے۔اس نے اپنی ذات کے کرب اور دکھوں کے ہجوم کو عام سطح پر پیش نہیں کیا۔ بلکہ کرب ذات درحقیقت اس کی زندگی کی زندہ حقیقوں کا وہ روپ ہے جس سے عموماً شعراء پیش کرنے سے قاصر رہ جاتے ہیں۔اپنے باطن کی ان کیفیتوں کو نظم کرنا جو سوچ میں سمانا بھی مشکل ہوں، اس مشکل کام کو غیر ارادی سطح پر پروین نے انجام دیا ہے۔وہ معرفت ذات کا المیہ پیش کرنے میں کامیاب رہی ہے پروین کے ہاں اپنے شہروں کے وہ دکھ بھی بیان ہوئے ہیں جو بے چشم نم پڑھے نہیں جا سکتے اس نے انوکھے انداز کے شہر آشوب" لکھے ہیں۔جو حالات کا مرثیہ بھی ہیں۔اور واقعات کا تازہ ترین تازیانا بھی۔اسے اپنے پیارے شہروں کے حالات رلا دیتے ہیں۔پروین نے معاشرتی زبوں حالی اور معاشرتی طبقاتی شعور کو اپنی سیاسی وتاریخی بصیرت کے ساتھ نظم کا حصہ بنایا ہے۔وہ ایک ذہین وفطین، صاحب مطالعہ خاتون تھی۔یہی وجہ ہے کہ وہ جب بھی سیاسی قومی وبین الاقوامی حالات کا تجزیہ کرتی ہے۔تو تاریخ اپنے در وا کر دیتی ہے۔اور وہ ان جھروکوں سے سچائیاں لے کر نظم کر دیتی ہے۔پروین کا مذہبی شعور اپنے اندر بو قلموں رنگوں کی مصوری رکھتا ہے۔وہ زندگی کے ہر موڑ پر اپنے روحانی ووجدانی سلسلوں کے ساتھ منسلک نظر آتی ہے۔وہ ماضی حال اور مستقبل کی ساری روشنی اور دانش کے باوجود ان سچائیوں سے پردہ اٹھاتی ہے جو اسکی روح کے چراغ روشن کرتی ہیں۔

حوالہ جات

۱۔سعادت سعید، ڈاکٹر، ماہ تمام تا تمام، مشمولہ، پذیرائی، مرتبہ ایم سلطان بخش، لفظ لوگ، پبلیکیشنز اسلام آباد ۲۰۰۸ء، ص ۱۰۷

۲۔پروین شاکر، خوشبو، مراد پبلیکشنز اسلام آباد ۲۰۰۴، ص ۱۷

۳۔ایضاً، ص ۲۲

۴۔عالیہ جلیل شاہ، الوقار پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۷ء، ص ۹۹

۵۔پروین شاکر، خوشبو، احتیاط، مرادہ بلیکشنز اسلام آباد ۲۰۰۴ء، ص ۲۸

۶۔اعتراف، ایضاً، ص ۲۹

۷۔کشف ایضاً، ص ۳۰

۸۔کانچ کی سرخ چوڑی، ایضاً، ص ۳۱

۹۔ گماں، ایضاً، ص ۳۲

۱۰۔ پیار، ایضاً، ص ۳۳

۱۱۔ عالیہ جلیل شاہ، تنہا چاند، الو قار پبلیکیشنز لاہور ۱۹۹۷ء، ص ۹۵

۱۲۔ پروین شاکر، خوشبو، ایسٹیسی، مرادہ بلیکشنز اسلام آباد ۲۰۰۴ء، ص ۳۸

۱۳۔ عالیہ جلیل شاہ۔ تنہا چاند، الو قار پبلیکیشنز لاہور ۱۹۹۷ء، ص ۱۰۸

۱۴۔ پروین شاکر، خوشبو، پہلے پہل، مراد پبلیکشنز اسلام آباد ۲۰۰۴ء، ص ۴۲

۱۵۔ آغا مسعود حسین، اک خوشبو تھی جو اڑ گئی، مشمولہ، خوشبو پھول تحریر کرتی ہے بہ ایم سلطانہ بخش، ڈاکٹر، لفظ لوگ پبلی کیشنز اسلام آباد، ۲۰۰۶ء، ص ۱۳۷

۱۶۔ پروین شاکر، خوشبو، کنگن بیلے کا، مراد پبلیکشنز اسلام آباد ۲۰۰۴ء، ایضاً، ص ۴۵

۱۷۔ دھیان، ایضاً، ص ۴۶

۱۸۔ اس وقت ایضاً، ص ۵۵

۱۹۔ پیش کش، ایضاً، ص ۶۱

۲۰۔ منور حسین، پروین کی نثری نظم، مشمولہ پذیرائی، مرتبہ ایم سلطانہ بخش، لفظ لوگ پبلیکیشنز، اسلام آباد، ۲۰۰۰، ص ۱۱۲

۲۱۔ پروین شاکر، خوشبو، اتنا معلوم ہے، مرادہ بلیکشنز اسلام آباد ۲۰۰۴ء ایضاً، ص ۶۴

۲۲۔ خلش، ایضاً، ص ۷۹

۲۳۔ آنے والی کل کا دکھ، ایضاً ص ۷۱

۲۴۔ ایم سلطانہ بخش، ڈاکٹر، پروین شاکر شخصیت و فن، اکادمی ادبیات اسلام آباد ۲۰۰۷ء، ص ۹۸

۲۵۔ پروین شاکر، خوشبو، اتنا معلوم ہے، مراد پبلیکشنز اسلام آباد ۲۰۰۴ء ایضاص

۲۶۔ عالیہ جلیل شاہ، تنہا چاند، الو قار پبلیکیشنز لاہور ۱۹۹۷ء، ص ۱۰۹

۲۷۔ رشید امجد، ڈاکٹر، شاعری کی سیاسی و نگری روایت، دستاویزات مطبوعات (اور ۱۹۹۰ء، ص ۴۸ ۲۸۔ ایضاً، وہی نرم لہجہ، ص ۱۰۱

۲۹۔ رشید امجد، ڈاکٹر، ادبی تنقید، لکھنو ادارہ فروغ اردو ۱۹۵۴ء، ص ۱۲ پروین شاکر، خوشبو، مراد پبلیکشنز اسلام آباد ۲۰۰۴ء، ص ۱۰۵

۳۰۔ پروین شاکر، خوشبو، چاند رات، مراد پبلیکشنز اسلام آباد ۲۰۰۴، ص ۹۶

۳۱۔ وہ آنکھیں کیسی ہیں، ص ۱۰۹

۳۲۔ ایضاً، رد عمل، ص ۱۱۱

۳۳۔ ایضاً، کتھارس، ص ۱۱۳

۳۴۔ ایضاً، چاند، ص ۱۳۵

۳۵۔ ایضاً، پکنک، ص ۱۳۵

۳۶۔احمد پراچہ، پروین شاکر احوال و آثار، علم و عرفان پبلشرز لاہور ۲۰۰۳ء، ص ۲۱۶

۳۷۔پروین شاکر، خوشبو، مراد پبلیکشنز اسلام آباد ۲۰۰۴ء، احساس، ص ۱۳۸

۳۸۔جیلانی کامران، نئی نظم کے تقاضے، مکتبہ عالیہ لاہور ۱۹۶۵ء، ص ۱۶۹

۳۹۔پروین شاکر، خوشبو، مراد پبلیکشنز اسلام آباد ۲۰۰۴ء، خواب، ص ۱۴۰

۴۰۔ایضاً، جان پہچان، ص ۱۴۳

۴۱۔عبدالعلیم، پروین شاکر کی آخری جھلک، اے۔کیو۔آر پبلشرز لاہور ۱۹۹۵ء ص ۱۱

۴۲۔احمد پراچہ، پروین شاکر احوال و آثار، علم و عرفان پبلشرز، ص ۲۲۳

۴۳۔پروین شاکر، خوشبو، مرادہ بلیکشنز اسلام آباد ۲۰۰۴ء، دل کی نفسی، ص ۱۴۵

۴۴۔پس جاں، ص ۱۵۰

۴۵۔زمین پہ جب کسی، ص ۱۶۰

۴۶۔لڑکیاں اداس ہیں، ص ۱۷۰

۴۷۔عالیہ جلیل شاہ، تنہا چاند، الوقار پبلیکشنز لاہور ۱۹۹۷ء، ص ۱۱۴

۴۸۔پروین شاکر، خوشبو، مراد پبلیکشنز اسلام آباد ۲۰۰۴ء، رومان پرور فضا میں رفاقت، ص ۱۷۳

۴۹۔عالیہ جلیل شاہ، تنہا چاند، الوقار پبلیکیشنز لاہور ۱۹۹۷ء، ص ۱۰۲

۵۰۔پروین شاکر، خوشبو، ڈیپارٹمنٹل اسٹور میں، مراد پبلیکشنز اسلام آباد ۲۰۰۴ء، ص ۱۷۷

۵۱۔مسئلہ، ص ۱۷۹

۵۲۔اوتھیلو، ص ۱۸۱

۵۳۔سکھ کے موسم کا دکھ، ص ۱۸۳

۵۴۔لیلۃ الصک، ص ۱۸۷

۵۵۔احمد پراچہ، پروین شاکر احوال و آثار، علم و عرفان پبلشرز لاہور ۲۰۰۳ء، ص ۲۱۸